کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے رونے لگا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے گلے سے لگا لیا اور دونوں رونے لگے۔ پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں ایسے بندے سے کیسے محبت نہ کروں جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور اس نے اپنے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کر لی۔ پھر وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا حتیٰ کہ قرآن مجید سیکھ لیا اور بہت سارا علم حاصل کر لیا۔ رفتہ رفتہ وہ علم دین میں ایک امام بن گیا۔ [کتاب التوابین]

## توبہ کرنے والوں کے لیے بشارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک ایک بندے سے گناہ سرزد ہوا، تو اس نے کہا: اے میرے رب! یقیناً میں نے گناہ کیا ہے، مجھے معاف فرما۔ اس کے رب نے فرمایا: میرے بندے کو معلوم ہوا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور اس پر سزا دیتا ہے، پھر اسے معاف کر دیا۔ پھر مشیت الٰہی کے مطابق کچھ زمانہ بیت گیا۔ پھر اس شخص سے ایک اور گناہ سرزد ہوا، تو اس نے دعا کی: اے میرے رب! یقیناً میں نے گناہ کیا ہے پس مجھے معاف کر دے۔ اس کے رب نے فرمایا: میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور اس کا مؤاخذہ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے بندے کو معاف فرمایا، اب وہ جو کچھ چاہے کر لے۔'' [متفق علیہ]

| | |
|---|---|
| قُلْ لِلَّذِي أَلِفَ الذُّنوبَ و أجرَمَا | کہو اس سے گناہوں کا جو عادی بن کے پاپی تھا |
| وغَدَا علَى زلّاتِهِ مُتندمًا | صبح تڑکے خطاؤں پر ندامت کر کے توبہ کی |
| لَا تيأسَنْ مِن الجَليلِ فعِندَنَا | کہ ہرگز اس عظیم ذات سے مایوس نہ ہو، ہمارے ہاں |
| فضلٌ يَنيلُ التائِبينَ تكرُّمًا | ہے فضل رب جو تائب کو معزز کر کے رکھتا ہے |
| يا معشرَ العاصِين جُودِي واسِعٌ | گناہگارو! سنبھل جاؤ سخاوت میں تو وسعت ہے |
| تُوبُوا وَ دُونَكُم الـمُنَى وَ المَغنمَا | بنو تائب، سمٹ اپنے مقاصد کی غنیمت کو |
| لَا تقنطُوا فالذَّنبُ مغفورٌ لكُم | نہ ہوں مایوس، گناہوں کو یقیناً بخشا جائے گا |
| إنّي الجديرُ بأن أجُودَ و أرحَمَا | بلاشک میں سخاوت اور مہربانی کے ہی لائق ہوں |

اخوتِ اسلامی قسط:38

# صحابہ کرام ﷡ روئے زمین کا افضل طبقہ

## سردارِ نوجوانانِ جنت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

عبدالرحیم روزی

آپ ﷛ ہجرت کے تیسرے برس جنگ احد کے سال اکثر علماء کے نزدیک رمضان اور بعض کے نزدیک شعبان ۳ ہجری میں جگر گوشہ رسول ﷺ فاطمۃ الزہراءؓ کے بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے عقیقہ کے موقع پر دو دنبے ذبح فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ کے نزدیک آپ خوب ہی پیارے تھے۔

### بچپن کے حالات اور فضائل

حضرت اسامہ بن زید ﷛ سے روایت ہے: ''أن النبيّ ﷺ كان يأخذهٗ والحسنَ بن عليّ فيقولُ: اللّٰهمَّ إنّي أحبُّهما'' أو كما قال. وفي رواية: كان النبي ﷺ يأخذُني فيُقعِدُني على فخذِه ويُقعِدُ الحسنَ على فخذِه الأخرىٰ ثم يضمُّهما ثم يقولُ: اللّٰهم إنّي أرحمُهما فارحمْهما'' ''نبی ﷺ اسے اور حسن ﷛ کو اٹھا کے فرماتے: اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔'' ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مجھے اپنی ایک ران پر اور حسن ﷛ کو دوسری ران پر بٹھاتے، پھر دونوں کو اپنے سینے سے لگا کر فرماتے: ''اے اللہ! میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں، تو بھی ان پر رحم فرما!'' [بخاری فضائل الصحابة، الأدب باب وضع الصبيّ على الفخذ]

حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی ﷺ اپنے دوش پر حضرت حسن ﷛ کو لپیٹے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے یہ دیکھ کر کہا: ''نعمَ المركبَ ركبتَ يا غلامُ!'' اے چھوٹے! تو بہترین سواری پر سوار ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ونعمَ الراكبُ هو'' ''اور سوار بھی بہترین ہے۔'' [الجوهرة في نسب النبي ﷺ وأصحابه العشرة] مگر اس کی سند میں زمعہ ایک ضعیف راوی ہے۔

حضرت ابوہریرہ ﷛ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت حسن ﷛ دوڑتے ہوئے آئے اور نبی ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کی ریش مبارک ہاتھ میں پکڑنے لگے اور رسول اللہ ﷺ اپنا دہن مبارک کھول کر زبان ان کے منہ میں ڈالنے اور فرمانے لگے: ''اللّٰهم إنّي أحبُّه فأحِبَّه'' ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس کے ساتھ محبت

رکھ۔'' [حلية الاولياء] حضرت براء بن عازب ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے کندھے پر حسن بن علی ﷛ ہیں، آپ فرماتے تھے: '' اللهم إني أحبه فاحبه '' [بخاری فی فضائل الصحابة باب مناقب الحسن والحسين ،مسلم فضائل الصحابة]

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن ﷛ وحسین ﷛ کو دیکھ کر فرمایا: '' اللهم إني أحبهما فاحبهما '' '' اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں لہٰذا تو بھی ان کے ساتھ محبت رکھنا! '' [ترمذی المناقب]

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے ایک طویل حدیث کا حصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن ﷛ کو بلا کر گلے لگایا اور فرمایا: '' اللهم إني أحبه فاحبه وأحِبَّ مَن يُحِبُّه '' '' اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں، لہٰذا تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے محبت کرنے والے کو بھی محبوب رکھ! '' [بخاری البيوع ،باب الذكر في الأسواق ، وفي اللباس باب أصحاب النبي ﷺ ،مسلم في فضائل الحسن ﷛ والحسين ﷛]

حضرت بریدہ ﷛ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں حسن ﷛ اور حسین ﷛ آئے دونوں پر دو سرخ کپڑے تھے، وہ چلتے اور گرتے تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے منبر سے اتر کر دونوں کو اٹھا کے سامنے رکھا، پھر فرمایا: '' صدق الله ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ نظرتُ إلى هذين الصبيّين يمشيان ويعثران فلم أصبرْ حتّى قطعتُ حديثي ورفعتُهما '' '' اللہ نے سچ فرمایا کہ '' تمہارے مال اور اولاد آزمائش ہیں۔ '' میں نے ان دونوں بچوں کی طرف دیکھا وہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے ہیں، سو مجھے صبر نہ آیا حتیٰ کہ میں اپنی بات کاٹی اور دونوں کو اٹھا لیا۔ '' [الترمذی مناقب الحسن والحسين ﷛، أبو داؤد في الصلاة باب قطع الخطبة للأمر يحدث النسائي في الجمعة باسناد حسنٍ]

حضرت عبد اللہ بن شداد اپنے والد ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کی دو نمازوں میں سے ایک کے لیے تشریف لائے، آپ جناب حسن ﷛ یا حسین ﷛ کو اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ آگے بڑھے اور اسے زمین پر رکھا، پھر تکبیر کہہ کر نماز پڑھائی، دوران نماز ایک لمبا سجدہ کیا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو بچہ آپ ﷺ کی پیٹھ پر تھا اور آپ سجدہ میں تھے، میں دوبارہ سجدہ کی طرف لوٹا۔ جب آپ نے نماز پوری فرمائی تو لوگوں نے کہا: اے رسول اللہ! آپ نے نماز کے دوران ایک لمبا سجدہ کیا، یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ کوئی ناگہانی معاملہ پیش آچکا ہے، یا آپ کو وحی ہو رہی ہے۔ فرمایا: '' كلُّ ذلك لم يكنْ ولكنَّ ابني ارتحلَني فكرهتُ أن أعجلَه حتّى يقضيَ

حاجتَه ''ان میں سے کچھ بھی نہ تھا؛ لیکن میرا بیٹا مجھ پر سوار ہوا تھا، میں نے نہ چاہا کہ اسے جلدی رکھ لے یہاں تک کہ وہ اپنا شوق پورا نہ کرے۔'' [النسائی ،افتتاح،باب هل يجوز أن تكون سجدة أطول ،أحمدباسناد صحيح]

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نبی ﷺ کے پاس کسی کام سے گیا، آپ باہر نکلے تو آپ کوئی چیز لپیٹے ہوئے تھے، مجھے پتہ نہ چلا کہ وہ کیا چیز ہے۔ جب میں کام سے فارغ ہوا تو میں نے پوچھا: یہ کیا چیز ہے جو آپ اٹھائے ہوئے ہیں؟ آپ نے اسے کھولا تو وہ حسن اور حسین تھے، جو آپ کی سرین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! میں ان دونوں کو خوب چاہتا ہوں تو بھی ان سے چاہت رکھنا اور ان سے بھی جو ان دونوں سے چاہت رکھتے ہیں۔'' [الترمذی ،المناقب بسند حسنٍ]

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے منبر پر فرماتے سنا، آپ کے ایک طرف حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ ایک بار حاضرین کی طرف اور ایک بار حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: ''إنّ إبني هذا سيدٌ ولعلَ الله أن يصلحَ به بينَ فِئتينِ من المسلمِينَ'''' میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائے گا۔'' [البخاري مناقب الحسن رضی اللہ عنہ والحسين رضی اللہ عنہ ،وفي الصلح والعتق ، الترمذي والنسائي في الجمعة ،أبوداؤد في السنة بألفاظ متقاربة]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: '' الحسنُ والحسينُ سيِّدا شبابِ أهلِ الجنةِ '''' حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔'' اس حدیث کی متعدد سندیں ہیں۔ [الترمذی مناقب ،بسند صحيح حسن] یہی مضمون حضرت علی رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

## اہل بیت میں شامل ہونے کا غیر معمولی اعزاز

ابوحیان اندلسی، مولانا مودودی اور محمد علی صابونی کے نزدیک: واقعہ احزاب، جنگ قریظہ ونضیر کے بعد ۵ھ میں، جبکہ جمہور مؤرخین واصحاب سیر جیسے ابن حجر عسقلانیؒ، شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہابؒ، شوکانیؒ، ابن کثیرؒ وغیرہ کے نزدیک ۹ھ میں آیت تخییر وتطہیر اتری، تو رسول اللہ ﷺ نکلے، آپ کے جسد اطہر پر سیاہ چادر تھی، پس حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے، آپ نے انہیں چادر کے اندر داخل کیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے وہ بھی چادر میں داخل ہوئے، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں داخل کیا۔ پھر آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الاحزاب:۳۳] یہ روایت مسلم کی ہے، جو ام المومنین عائشہ طاہرہؓ

سے منقول ہے۔یہی مضمون حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ، واثلہ رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے، جو جامع ترمذی تفسیر طبری، مسند احمد وغیرہ میں موجود ہیں۔

۱۰ھ میں جب نجران کا وفد پہنچا انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی گفتگو کی۔اس گفتگو پر ان آیات کا نزول ہوا۔﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۞ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ۞ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۞﴾[ال عمران:۵۹-۶۱] رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ الزہراء، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ان کو جمع کرنے کا مقصد عیسائیوں کو دکھانا تھا کہ ہم ابھی مباہلہ کو تیار ہیں۔

**حضرت حسن رضی اللہ عنہ عہد ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ میں:** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور کے اختتام تک آپ رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی۔ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس بچے کے ساتھ خوب پیار تھا۔حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"صلى أبوبكر رضي الله عنه العصر، ثم خرج ومعه علي رضي الله عنه فرأى الحسن رضي الله عنه يلعب مع الصبيان، فحمله على عاتقه وقال: شبيهٌ بالنبي ﷺ وليس شبيه بعليّ، وعليٌّ يضحك" "ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی پھر باہر نکلے، علی رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو کندھے پر اٹھا کے بولا: "نبی ﷺ کے ساتھ ملتا جلتا ہے، نہ کہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ" اور علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔[بخاری فضائل الصحابة، الأنبياء]

**آپ رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد زریں میں:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اہل بیت اور آپ رضی اللہ عنہ سے خصوصی محبت تھی اور اس کا اظہار قولاً وعملاً کرتے تھے۔ابن شہاب الزہریؒ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"إن جاء ني خمسُ العراقِ لأدعُ هاشميًّا إلا زوّجته، ولا مَن لا جاريةَ له إلا أخدمُته". قال: وكان يُعطي الحسن رضي الله عنه والحسين رضي الله عنه""اگر میرے پاس عراق کا خمس پہنچے، تو میں کسی ہاشمی کو نہیں چھوڑوں گا؛ مگر اس کی شادی کرادوں گا اور جس کے لیے خادمہ نہ ہو، اسے خادمہ دوں گا۔آپ رضی اللہ عنہ حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کو وظیفہ دیتے تھے۔"

[کتاب الأموال باب سهم ذوی القربی من الخمس]

علی بن حسین المعروف زین العابدینؒ فرماتے ہیں:"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یمن کے کپڑے (جوڑے) آئے

آپ نے وہ لوگوں میں تقسیم کردیے۔سب لوگ یہ کپڑے پہن کر مسجد نبوی میں آئے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر اور قبر نبوی شریف کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔لوگ آتے اور سلام کرکے دعائیں دیتے۔اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی والدہؓ کے مکان سے نکلے۔ان صاحبزادوں کے بدن پر وہ جوڑے نہیں تھے۔عمر رضی اللہ عنہ افسردہ اور اداس بیٹھے ہوئے تھے۔پوچھنے پر فرمایا:"میں ان بچوں کی وجہ سے مغموم ہوں کہ ان کے بدن کے مطابق کوئی جوڑا نہ تھا۔اس کے بعد یمن میں پیغام بھیجا کہ دو جوڑے جناب حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کے لیے بھیجے جائیں۔جب وہ پہنچے،تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو پہنایا۔تب آپ رضی اللہ عنہ کو اطمینان حاصل ہوا۔[الإصابة ۱/۱۰٦]

جب عمر رضی اللہ عنہ کے سنہرے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روزینے مقرر کرنے کے لیے دیوان مرتب کیا گیا،تو آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے بنو ہاشم سے شروع کیا گیا۔ان میں سے عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم عباس رضی اللہ عنہ اور عم زاد داماد علی رضی اللہ عنہ کے ناموں سے ابتدا کی۔پھر بنو امیہ،پھر عبد شمس،وبنو نوفل،پھر بنو عبد العزیٰ،پھر بنو عدی بن کعب۔تنخواہوں کی مقدار میں بھی اسی ترتیب کا خیال رکھا۔سب سے زیادہ تنخواہ غازیان بدر کی رکھی۔حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ اس گروہ کے نہ تھے؛مگر ان کی تنخواہ بدریوں کی فہرست میں رکھی اور مبلغ پانچ پانچ ہزار مقرر کیں۔حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی تنخواہ اُپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ رکھی۔اس کی وجہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بتائی کہ رسول اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اسامہ رضی اللہ عنہ تجھ سے اور اس کا باپ زید رضی اللہ عنہ تیرے باپ سے زیادہ عزیز تھے۔[کتاب الخراج]

سید محمد نوربخش قہستانیؒ فرماتے ہیں:"امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں غزوہ فارس میں مجاہدین کے ایک لشکر کے امیر تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس میں فتح ونصرت بخشی۔"[مشجر الأولياء ص ۸۲]

**عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں مزید فتوحات میں شمولیت:** حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ خوب محبت سے پیش آتے تھے۔عبداللہ بن سرح نے ۲۷ھ مطابق 647ء میں تیونس پر حملہ کردیا۔اس لشکر میں حضرات حسنین،عبداللہ بن عمر،عبداللہ بن عمرو،عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم جیسے نوجوان صحابہ شامل تھے۔رومیوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی؛لیکن مسلمان سپاہ نے رومیوں کو شکست فاش دی اور ر تیونس پر قبضہ ہوگیا۔[البداية والنهاية]

کابل کے قبرستان میں دو بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے پوتوں کی قبریں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظامؒ خراسان،سیستان،زابل(غزنہ)اور کابل کی فتوحات میں شامل تھے۔خراسان کے شہر

وں میں نیشاپور، طوس، مرو، ہرات، سرخس، نسا، فاریاب اور طالقان وغیرہ شامل ہیں۔ علاوہ ازیں حسنین رضی اللہ عنہ عہد عثمانی میں طبرستان و جرجان کی جنگوں اور فتوحات میں سپاہ اسلام کے دوش بدوش شامل تھے۔ [مشجر الأولیاء]

جب امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی حفاظت کے لیے موجود تھے۔ جب تک وہ تھے، باغیوں کو اندر گھسنے نہیں دیا۔ [کامل ابن الأثیر، البدایة والنهایة] مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ وغیرہ چلے جائیں کہ کہیں ان کو چوٹ نہ آئے، تو وہ چلے گئے۔

**آپ رضی اللہ عنہ عہد حیدر کرار رضی اللہ عنہ میں:** شروع میں آپ رضی اللہ عنہ نے والد گرامی قدر کو مشورہ دیا کہ آپ لوگوں کو چھوڑ کر کنارہ کش ہو جائیں اور اللہ کی زمین میں کہیں چلے جائیں، یہاں تک عربوں کا دماغ صحیح طور پر کام کرنے لگے اور ان کو ہوش آجائے۔" اسی طرح جب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل شام سے جنگ کا ارادہ کیا اور اس کے لیے تیاری کر کے مدینہ سے نکل رہے تھے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا أبتِ دعْ هذا" "ابا جان آپ اس ارادہ سے باز آیئے؛ کیونکہ اس راہ میں مسلمانوں کا بڑا خون بہے گا، اور ان کے درمیان اختلافات اور صف آرائی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا۔" [البدایة والنهایة] لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عزم صمیم دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے دست و بازو بن گئے۔ تمام جنگوں میں ساتھ رہے اور خوب بار اٹھایا۔

آپ رضی اللہ عنہ بے خوف سپاہی، جری مجاہد تھے۔ جب صفین کے موقع پر آپ جنگ کی طرف تیزی سے لپکے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "أَمْلِكُوا عني هذا الغلامَ لا يَهُدُّني، فإني أنفسُ بهٰذين (يعني الحسن والحسينَ) علَى الموتِ، لئلّا ينقطعُ بهما نسلُ رسولِ اللهِ ﷺ" "میری طرف سے اس جوان کو روک لو کہیں مجھے خستہ و بے حال نہ کرے؛ کیونکہ میں ان دونوں نوجوانوں کو موت کے منہ میں دبنے سے بخل کرتا ہوں کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کی نسل قطع نہ ہو جائے۔" [نهج البلاغة خطبة ٢٠٥]

**حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ:** جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابن ملجم مرادی خارجی نے وار کر کے شدید زخمی کیا۔ جبکہ اس کے خارجی دو ساتھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں ناکام رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ، اہل بیت اور تمام پیروکاروں کو وصیت کی: "وصيّتي لكم أن لا تُشركوا باللهِ شيئًا